جدید سائنسی ترقی سے مسلم فلاسفہ ومفکرین کی بڑھتی ہوئی مرعوبیت

اسلام اور سائنس پر اردو انگریزی عربی فارسی میں اب تک جو کچھ اس موضوع کے حق میں لکھا گیا ہے اس پر سب سے مدلل تحریر ڈاکٹر محمد رفیع الدین سابق مدیر ''حکمت قرآن'' اور ڈائرکٹر اقبال اکیڈمی کا وہ خطبہ ہے جو ۱۹۶۴ء میں شام ہمدرد میں پیش کیا گیا۔اس میں شبہ نہیں کہ رفیع الدین صاحب، عبدالباری ندوی، ماجد دریابادی، جاوید غامدی، وحید الدین خاں، شہاب الدین ندوی اور ڈاکٹر ذاکر نائیک کے مقابلے میں سائنس کے موضوع پر گہرا مذہبی علمی اور فلسفیانہ پس منظر رکھتے ہیں لیکن وہ بھی مغرب کی سائنسی ترقی کے سامنے دست بستہ، صف بستہ، یخ بستہ، لب بستہ، شکستہ ہو کر سربسجود ہیں اس خطبے میں ایسے افکار ملتے ہیں جو فلسفہ اور سائنس کی دنیا میں کسی فلسفی کے لئے قابل قبول نہیں ہیں ''فلسفہ سائنس کی ایک شاخ ہے جو سائنس کے چار درجاتی مراحل کا آخری درجہ ہے سائنس کی تحقیق آخری درجے میں پہنچتی ہے تو اسے فلسفہ کہتے ہیں [ص ۱۳۲، مقالات شام ہمدرد ۱۹۶۴ء، مطبوعہ ہمدرد] یہ دعویٰ فلسفے کی ڈھائی ہزار سالہ تاریخ میں کسی نے نہیں کیا اور یہ دعویٰ ایک غلط، باطل، لغو دعویٰ ہے۔ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ سائنس حقیقت کائنات اور حقیقت علم کے متعلق کسی اعتقاد کے گہوارے میں پرورش پاتی ہے اسی لیے روس کی سائنس، سرمایہ دار عیسائی ممالک کی سائنس سے مختلف ہے دونوں میں سے ہر فریق دوسرے کی سائنس کو غلط قرار دیتا ہے [ص ۱۶۱ مقالات شام ہمدرد] لیکن ڈاکٹر صاحب کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ خدا کی صفات کو کائنات سے الگ کرنے کے بعد اس کا سچا سائنسی مشاہدہ اور مطالعہ ممکن نہیں [ص ۱۵۰ ایضاً] سائنس کی کئی ہزار سال کی تاریخ ڈاکٹر صاحب کے اس بے بنیاد موقف کی تردید کے لئے کافی ہے۔جو بھی سائنسی نتائج سے استنباط کرنے کی صلاحیت حاصل کرے گا خواہ وہ خدا پر یقین رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔خواہ وہ عیسائی ہو یا روسی اسے سائنس مل جائے گی۔ جب تصور خدا کے بغیر بھی زبردست سائنسی ترقی ہو سکتی ہے تو تصور خدا کے ساتھ سائنسی ترقی امت مسلمہ کا اختصاص تو نہیں رہا۔اس سوال اور اعتراض کا جو جواب ڈاکٹر رفیع الدین نے دیا ہے وہ جدیدیت کا شاہکار ہے فلسفہ میں علامہ اقبال کے شاگرد سے اسی قسم کے جواب کی امید کی جا سکتی ہے۔ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ ''موجودہ سائنس کی ترقی رک گئی ہے اور خطرہ یہ ہے کہ یہ ختم ہو جائے کیونکہ یہ عقیدہ توحید اور اسلام کو نہیں مانتی'' مادی، حیاتیاتی، نفسیاتی اور انسانی سائنسوں کی ترقی مدت سے رکی پڑی ہے۔[ص ۱۵۸] ڈاکٹر صاحب اگر آج زندہ ہوتے تو سائنس کی رفتار ترقی دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے۔ڈاکٹر صاحب کے خیال میں صرف محمد عربی کے ماننے والے Mohammaddan ہی موجودہ تمام سائنسی طریق تحقیق کے موجد تھے اور سائنسی علوم کی بنیاد بھی انہوں نے ہی رکھی تھی [ص ۱۵۲، محولہ بالا] یہ بھی ایک بے بنیاد احمقانہ دعویٰ ہے۔ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ ''آزادی ختم ہو جائے تو تحقیق علمی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں ایسی حالت میں وہ کسی دوسری قوم کے غلام بن جاتے ہیں غرناطہ اور قرطبہ کی تباہی نے مسلمانوں کی صدیوں کی علمی تحقیق و جستجو کی روایت کو ختم کر دیا۔اگر پر امن آزادی کا طویل دور انھیں نصیب ہوتا تو وہ اس قابل ہو جاتے کہ اپنی روایات کو زندہ کر سکیں [ص ۱۵۳ ایضاً] دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کی سائنسی ترقی صرف اور صرف مغرب کی طرف سے آزادی، نظر کرم، محبت، التفات، پر منحصر ہے سوال یہ ہے کہ خلافت راشدہ میں جب مسلمان زیادہ آزاد تھے تب کوئی زبردست سائنسی ترقی کیوں نہ ہوئی۔دوسرا سوال یہ ہے کہ اسلامی طرز زندگی تو خود انحصاری سکھاتا ہے یہ کیسا سائنسی طرز زندگی ہے جو صرف مغرب کے رحم و کرم پر منحصر ہے۔ڈاکٹر صاحب نے حضرت عیسیٰ پر الزام تراشی کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے نظری طور پر دین کو دنیا سے الگ کر دیا تھا ان کی عملی زندگی بھی دین اور دنیا کے اس افتراق کا آئینہ ہے۔[ص ۱۵۳ ایضاً] پیغمبر پر اس طرح کی الزام تراشی آل عمران کی آیت پچاس کا انکار ہے۔

جاوید غامدی موسیقی پر قرآن پڑھنا کیوں جائز سمجھتے ہیں؟

مکالمہ بین المذاہب: اصل پس منظر: نئی مابعد الطبیعیات کی تشکیل

دنیا میں قحط کا اصل سبب کم غلہ نہیں نظام سرمایہ داری ہے

جمہوریت: بش کے مشیر فرید زکریا کی نظر میں